

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## قرآن کی اخلاقی تعلیمات

### حسن خلق کی اہمیت

اسلام میں حسن و اخلاق کی بہت اہمیت ہے اور بیشتر ممنوع امور اسی کے متعلق ہیں اور بہت سے محاسن امور جنہیں اپنانے کا حکم ہے مثلاً سچ، حسن گوئی، ادائے امانت اور ایفاء عہد وغیرہ بھی اخلاقیات کے تحت ہی آتے ہیں۔ اس لیے اپنی شخصیت کو نکھارنے، عند اللہ محبوب بننے اور لوگوں کی نظروں میں اپنا وقار اور دلوں میں پیار پیدا کرنے کے لیے حسن اخلاق کو اپنانا چاہیے۔

اس خطبہ جمعہ میں قرآن کریم سے بالخصوص اخلاقی تعلیمات ذکر کی جائیں گی اور پھر ان کی تفسیر و تشریح میں رسول اللہ ﷺ کے فرامین پیش کیے جائیں گے۔

سب سے پہلے تو یہ ملاحظہ کیجیے کہ اخلاق کا معاملہ اتنا اہم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے پیغمبر ﷺ کو بھی خبردار کرتے ہوئے فرمایا:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ﴾ [آل عمران: ۱۵۹]

”(اے پیغمبر!) اللہ کی رحمت کے باعث آپ ان پر نرم دل ہیں اور اگر آپ بد زبان سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے گرد سے بھاگ جاتے سو آپ ان سے درگزر کریں اور ان کے لیے استغفار کریں اور کام کرتے وقت ان سے مشورہ کر لیا کریں، پھر جب آپ کا پختہ ارادہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں، یقیناً اللہ تعالیٰ بھروسہ کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔“

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((أَثْقَلُ شَيْئًا فِي الْمِيزَانِ الْخُلُقُ الْحَسَنُ)) [سنن الترمذی: ۲۰۰۳]

”ترازو میں سب سے بھاری عمل حسن اخلاق ہوگا۔“

اسی طرح ایک اور مقام پر حسنِ خلق کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے فرمایا:  
 ((اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا))

”مومنوں میں سے بلحاظِ ایمان کامل ترین شخص وہ ہے جس کا اخلاق اچھا ہے۔“

[سنن أبی داؤد: ۴۶۸۲۔ سنن الترمذی: ۱۱۶۲]

### لغو باتوں سے اعراض

مسلمان کے شایانِ شان نہیں ہے کہ وہ اپنی زبان کو فحش اور لغو فضول باتوں سے ناپاک کرے بلکہ بامقصد اور بامطلب بات کرنی چاہیے تاکہ غیر ضروری باتوں کی وجہ سے ہمارا مواخذہ نہ کیا جائے اور ہمارا وقار بھی نہ گرے۔  
 فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا﴾ [الفرقان: ۷۲]

”اور (رحمان کے بندے وہ ہیں) جو لغو باتوں سے بڑی شرافت کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔“

اور فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ﴾ [المؤمنون: ۳]

”اور (مؤمنین کی یہ صفت ہے کہ) وہ لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں۔“

انہی آیات کی تائید میں نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے:

((مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ))

آدمی کے اسلام کا حسن اسی میں ہے کہ وہ فضول اور بے فائدہ باتوں کو ترک کر دے۔

[سنن الترمذی: ۲۳۱۷۔ سنن ابن ماجہ: ۳۹۷۶]

### مذاق کی ممانعت

مذاق کا ایسا انداز شریعت میں ممنوع ہے جس سے مسلمان بھائی کی توہین اور ہتک ہوتی ہو، کیونکہ کسی بھی مسلمان کی عزت اچھا لانا کبیرہ گناہ ہے اور عزت کی حفاظت شریعت کا اہم مسئلہ ہے۔ اسی لیے اللہ و رسولؐ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّنْ

نِسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ﴾ [الحجرات: ۱۱]

”اے ایمان والو! مرد دوسرے مردوں کا مذاق نہ اڑائیں، ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ ہی عورتیں عورتوں کا مذاق اڑائیں ممکن ہے وہ ان سے بہتر ہوں اور آپس میں ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ۔“

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:  
(لَا تُمَارِ أَخَاكَ، وَلَا تُمَارِ حُفَّهٗ، وَلَا تَعِدُّهُ مَوْعِدًا فَتُخْلِفْهُ))

”اپنے (مسلمان) بھائی سے جھگڑ امت نہ کر، نہ ہی اس کے ساتھ مذاق کر اور نہ اس سے ایسا وعدہ کر کہ جس کی تو خلاف ورزی کرے۔“

[سنن الترمذی: ۱۹۹۵۔ شیخ البانی نے اسے ضعیف کہا ہے]

### برے القابات دینے کی ممانعت

یہ بھی تباہ کن اخلاقی بیماری ہے جس سے دوسرے مسلمانوں کی ہتک اور توہین کا پہلو نکلتا ہے۔ اس کی برائی کا اندازہ اسی بات سے کیجیے کہ خود اپنے لیے ہم اس بات کو انتہائی ناپسندیدہ سمجھتے ہیں تو پھر دوسروں کے لیے اس بری عادت کو کیوں اپناتے ہیں؟  
فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَسَابِرُوا بِأَلْقَابِ بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ [الحجرات: ۱۱]

”اور ایک دوسرے کو برے القابات مت دو، ایمان کے بعد فسق برانام ہے اور جو (اپنے اس برے فعل سے) توبہ نہ کریں وہی لوگ ظالم ہیں۔“

سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مسلمانوں میں سے کون افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ))

”جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔“

[صحیح البخاری: ۱۱۔ صحیح مسلم: ۴۲]

### جاسوسی اور بدگمانی سے بچنا

انسان اس مکروہ عمل کا اس وقت مرتکب ہوتا ہے جب اس کا اپنے مسلمان بھائی پر اعتماد ختم ہو جاتا ہے یا اس کے عیب ڈھونڈنے کے لیے یہ عمل کرتا ہے اور بدگمانی جیسی بری حرکت جس شخص میں پیدا ہو جاتی ہے تو پھر وہ ہر وقت

اپنے بھائی کے بارے میں برے خیالات ہی سوچتا رہتا ہے اور اس کی اچھائیوں کو بھی اس نظر سے دیکھتا اور لوگوں میں بیان کرتا ہے کہ انہیں بھی برائیاں ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ قرآن وحدیث میں اس کی شدید ممانعت آئی ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا﴾

[الحجرات: ۱۲]

”اے ایمان والے! لوگو! بہت زیادہ گمان کرنے سے بچو! یقیناً بعض گمان گناہ ہیں اور جاسوسی بھی مت کیا کرو۔“

اسی طرح فرمایا:

﴿قُتِلَ الْخَرَّاصُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي غَمْرَةٍ سَاهُونَ﴾ [الذاریات: ۱۰، ۱۱]

”ہلاک ہو گئے قیاس و گمان سے حکم لگانے والے لوگ، جو غفلت میں ہیں اور بھولے ہوئے ہیں۔“

نیز فرمایا:

﴿وَأَن تَطْعَ أَكْثَرُ مَنْ فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَأَن هُمْ إِلَّا

يَخْرُصُونَ﴾ [الأنعام: ۱۱۶]

”اور (اے پیغمبر!) اگر تم ان لوگوں کی اکثریت کے کہنے پر چلو جو زمین میں بستے ہیں تو وہ تمہیں اللہ کے راستے

سے بھٹکا دیں گے وہ تو محض گمان اور قیاس آرائیوں سے کام لیتے ہیں۔“

ایک اور مقام پر اسی ضمن میں ارشاد ہے:

﴿وَمَا يَتَّبِعْ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا

يَفْعَلُونَ﴾ [یونس: ۳۶]

”ان میں سے اکثر لوگ محض گمان کے پیچھے چلتے ہیں حالانکہ گمان حق کی ضرورت کو کچھ بھی پورا نہیں کرتا، جو

کچھ یہ کر رہے ہیں اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔“

رسول معظم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((لَا تَحَسَّسُوا، وَلَا تَجَسَّسُوا، وَلَا تَنَافَسُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا))

نہ تم ٹوہ لگاؤ، نہ ہی جاسوسی کرو، نہ دنیوی امور میں بہت زیادہ رغبت رکھو، نہ آپس میں حسد کرو اور نہ ہی ایک

دوسرے سے بغض رکھو۔

[صحیح البخاری: ۶۰۶۴- صحیح مسلم: ۲۵۶۳]

اسی طرح نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

((يَاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ))

بدگمانی سے بچو یقیناً بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے۔

[صحیح البخاری: ۵۱۴۳۔ صحیح مسلم: ۲۵۶۳]

### غیبت کی ممانعت

اپنے مسلمان بھائی کی کسی ایسی بات کو اس کی پیٹھ کے پیچھے لوگوں میں بیان کرنا کہ جسے وہ ناپسند کرتا ہو، خواہ وہ بات اس میں موجود ہی ہو، غیبت کہلاتا ہے اور اس کے گناہ کی شدت کا اندازہ اسی سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن کریم میں اس عمل کو اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا ہے، کیونکہ اس سے نفرتیں بڑھتی ہیں، نجشیں پیدا ہوتی ہیں اور باہمی تعلقات کشیدہ ہوتے ہیں، اس لیے ایسے فتیج عمل سے نہ صرف خود بچنا چاہیے بلکہ آپ کسی میں یہ خصلت دیکھیں تو اس کی بھی اصلاح کریں تاکہ برائی بڑھنے سے پہلے ختم ہو۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا

اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ﴾ [الحجرات: ۱۲]

”اور تم میں سے کوئی بھی کسی کی غیبت نہ کرے، کیا تم میں سے کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے

گا؟ تم اسے تو ناپسند کرتے ہو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو یقیناً اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”کیا تم جانتے ہو، غیبت کیا ہے؟“ صحابہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے

فرمایا: ”(غیبت یہ ہے) کہ تم اپنے بھائی کے بارے میں ایسی بات کرو جسے وہ ناپسند کرتا ہو۔“ آپ ﷺ سے

پوچھا گیا کہ اگر وہ بات اس بھائی میں موجود ہو تب بھی؟ (یعنی پھر بھی اس کا ذکر کرنا غیبت کہلائے گا؟) تو آپ ﷺ نے

فرمایا: ”اگر وہ بات اس میں موجود ہو جو تو نے کی ہے تو تو نے اس کی غیبت کی اور اگر وہ بات اس میں موجود نہیں جو

تو نے اس کے بارے میں بیان کی ہے تو تو نے اس پر بہتان باندھا ہے۔“

[صحیح مسلم: ۲۵۸۹]

### سرگوشی سے احتراز

تیسرے آدمی کی موجودگی میں دو کا آپس میں سرگوشی کرنا انتہائی برا عمل ہے کیونکہ ان کے اس عمل سے تیسرے

کو ذہنی طور پر بہت تکلیف ہوتی ہے اور وہ سوچنے لگتا ہے کہ شاید انہوں نے میرے متعلق کوئی بات کی ہے اگرچہ انہوں نے کوئی اور بات ہی کی ہو۔ لہذا اگر بات کرنا ناگزیر بھی ہو تو اس کے پاس کرنے کی بجائے وہاں سے اٹھ جانا چاہیے اور جب اس سے علیحدہ ہو جائیں یا پھر لوگوں میں گھل مل جائیں تو پھر بات کرنی چاہیے تاکہ وہ کسی بھی غلط فہمی کا شکار نہ ہو کہ جس کی وجہ سے اسے کوئی تکلیف پہنچے۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَةِ الرَّسُولِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ﴾ ﴿إِنَّمَا النَّجْوَىٰ مِنَ الشَّيْطَانِ لِيَحْزَنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيْسَ بِضَارِّهِمْ شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ﴾ [المجادلة: ۱۰، ۹]

”اے ایمان والو! جب تم سرگوشی کرو تو گناہ، زیادتی اور معصیتِ رسول کی سرگوشی نہ کرو اور تم نیکی اور تقویٰ کی سرگوشی کرو اور اللہ سے ڈر جاؤ جس کے پاس تم سب جمع کیے جاؤ گے یقیناً (بری) سرگوشیاں شیطانی کام ہیں تاکہ ایمان والوں کو رنج پہنچے اور اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر ان کو کوئی بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور ایمان والوں کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کریں۔“

اسی طرح فرمایا:

﴿لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّنْ نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنَ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَن يَفْعَلْ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ [النساء: ۱۱۴]

”لوگوں کی اکثر سرگوشیوں میں بھلائی نہیں ہوتی مگر جو صدقہ و خیرات یا نیکی یا لوگوں کے درمیان صلح کرانے کی غرض سے بات کرے اور جو شخص صرف اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے ارادہ سے یہ کام کرے اسے ہم یقیناً بہت بڑا اجر دیں گے۔“

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَىٰ اثْنَانِ دُونَ الْآخِرِ))

جب تم تین آدمی (ایک ہی جگہ پر موجود ہو) تو تیسرے کو چھوڑ کر دو شخص آپس میں سرگوشی نہ کریں۔

[صحیح البخاری: ۶۲۹۰- صحیح مسلم: ۲۱۸۴]

مندرجہ ذیل آیت میں اللہ تعالیٰ یہ بتلا رہے ہیں کہ سرگوشی صرف تین لوگوں سے متعین نہیں ہے بلکہ پانچ لوگوں

میں سے چار افراد کا پانچویں سے کوئی بات چھپا کر کرنا بھی سرگوشی ہی کہلائے گا، فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿الَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوَى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا آذَنَى مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْثَرُ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا ثُمَّ يَنْبِئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ [المجادلة: ۷]

”کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ آسمان و زمین کی ہر چیز کو جانتا ہے تین آدمیوں کی سرگوشی میں چوتھا اللہ ہوتا ہے (جوسب کچھ سن رہا ہوتا ہے) اور پانچ آدمیوں کی سرگوشی میں چھٹا اللہ ہوتا ہے اور نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ کی سرگوشی مگر وہ (اللہ) ساتھ ہی ہوتا ہے جہاں بھی وہ ہوں پھر روز قیامت ان کو ان کے اعمال سے آگاہ کرے گا، یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔“

سرگوشی سے ممانعت کے باوجود بھی جو لوگ باز نہیں آتے، ان کے بارے میں باری تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿الَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نُهُوا عَنِ النَّجْوَى ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَيَتَنَجَّوْنَ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ وَإِذَا جَاءَهُمْ حَيْكُوكُكُمْ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللَّهُ وَيَقُولُونَ فِي أَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللَّهُ بِمَا نَقُولُ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمَصِيرُ﴾ [المجادلة: ۸]

”کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں سرگوشی سے روک دیا گیا تھا وہ پھر بھی اس کام کو دوبارہ کر رہے ہیں جس سے انہیں روکا گیا تھا اور آپس میں گناہ کی، ظلم و زیادتی کی اور رسول کی نافرمانی کی سرگوشیاں کرتے ہیں اور جب تیرے پاس آتے ہیں تو ان لفظوں میں سلام کہتے ہیں جن لفظوں میں اللہ تعالیٰ نے نہیں کہا اور دل میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر جو ہم کہتے ہیں سزا کیوں نہیں دیتا، ان کے لیے جہنم کی سزا ہی کافی ہے جس میں وہ جائیں گے پس وہ برا ٹھکانہ ہے۔“

اگر تیسرے شخص سے چھپا کر آپس میں کوئی بات کرنا گزیر ہو اور وہ اس کے متعلق بھی نہ ہو، تو پھر بھی نبی کریم ﷺ نے اس کے لیے یہ طریقہ بتلایا ہے کہ وہاں سے اٹھ کر لوگوں میں مل جل جانے کے بعد ہی ایسا کر سکتے ہو، جیسا کہ فرمایا:

((إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى رَجُلَانِ دُونَ الْآخِرِ حَتَّى تَخْتَلِطُوا بِالنَّاسِ أَجَلَ أَنْ يُحْزَنَهُ))

جب تم تین آدمی ہو تو تیسرے شخص کو چھوڑ کر دو آدمی آپس میں سرگوشی نہ کریں، یہاں تک کہ تم لوگوں میں مل جاؤ، اس لیے کہ (تمہارا) ایسا کرنا اس (تیسرے) کو پریشان کرے گا۔

[صحیح البخاری: ۶۲۹۰-صحیح مسلم: ۲۱۸۴]

### غصے کو پی جانا

غصے کی حالت میں انسان کو سوچنے کا موقع نہیں ملتا اور وہ جذبات میں بسا اوقات وہ کچھ کر گزرتا ہے کہ جس کے بعد اسے اپنی غلطی کا شدید احساس ہوتا ہے لیکن پھر پچھتاوا بے سود ہوتا ہے، کیونکہ وہ نقصان سے دوچار ہو چکا ہوتا ہے۔ لہذا غصے کے وقت جذبات پر قابو رکھنا چاہیے اور غصے کو پی جانا چاہیے تاکہ معاملہ بڑھنے کی بجائے وہیں پر ختم ہو جائے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ \* الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكُظُمِينَ الْغَيْظِ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ [آل عمران: ۱۳۳، ۱۳۴]

”اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے جو پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ (وہ پرہیزگار) جو تنگی اور خوشحالی میں اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور غصے کو پی جانے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کو پسند فرماتا ہے۔“ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

((لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ))

پہلوان وہ نہیں ہے جو بہت زیادہ بچھاڑنے والا ہو بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔

[صحیح البخاری: ۷۱۵۸-صحیح مسلم: ۲۶۰۹]

### لعن و طعن سے باز رہنا

لعن و طعن کرنا مسلمان کا شیوہ نہیں ہے بلکہ مسلمان کی زبان سے تو ہمیشہ اچھی باتیں اور دعائیہ کلمات ہی ادا ہونے چاہئیں، کیونکہ اسلام کی تعلیمات حسن اخلاق کو اپنانے کا حکم دیتی ہیں سوء اخلاق کو نہیں۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾ [الهمزة: ۱]

”بتا ہی ہے اس شخص کے لیے جو (منہ پر) لوگوں کو طعن کرے اور (پیٹھ پیچھے) ان کی برائیاں بیان کرے۔“

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيءِ))



مومن نہ تو طعن زنی کرتا ہے اور نہ ہی لعنت کرتا ہے نہ فحش گفتگو کرتا ہے اور نہ ہی زبان درازی کرتا ہے۔

(سنن الترمذی: ۱۹۷۷)

### الزام تراشی کی ممانعت

کسی کو ناکردہ کام کا مورد الزام ٹھہرانا بھی ظلم ہی کی ایک صورت ہے۔ اس لیے عمدًا یا بلا تحقیق کسی بھی شخص پر الزام تراشی نہیں کرنی چاہیے تاکہ کوئی بے گناہ ظلم کا نشانہ نہ بن سکے۔  
فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَكْسِبْ خَطِيئَةً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهِ بَرِيئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا﴾

”اور جو شخص کوئی گناہ یا خطا کر کے کسی بے گناہ پر الزام تھوپ دے تو اس نے بہت بڑا بہتان اٹھایا اور کھلا گناہ

کیا۔“ [النساء: ۱۱۲]

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ”اگر تم کوئی ایسی بات کہو جو تمہارے اس (مسلمان) بھائی میں نہ پائی جاتی ہو جس کے بابت تم نے بات کی ہے تو تم نے اس پر بہتان باندھا ہے۔“

[صحیح مسلم: ۲۵۸۹]

### بات کی تحقیق کرنا

بہت سے مسائل صرف اسی وجہ سے گھمبیر صورت اختیار کر جاتے ہیں کہ ہم کسی بات کی تحقیق و تصدیق کیے بغیر آگے بیان کر دیتے ہیں پھر وہ لوگوں میں اس طرح مشہور ہو جاتی ہے کہ اس کے منفی نتائج برآمد ہوتے ہیں اور وہ اختلافات و تنازعات کی صورت اختیار کر جاتی ہیں۔ اس لیے ہر بات کو آگے بیان کرنے سے پہلے اس کی تحقیق کرنا ضروری ہے۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ

مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ﴾ [الحجرات: ۶]

”اے ایمان والے لوگو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو؛

ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو ایذا پہنچا دو اور پھر اپنے کیے پر پشیمانی اٹھاؤ۔“

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ)) [صحیح مسلم: ۵]

آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ جو سنے اسے (بغیر تحقیق کے) آگے بیان کر دے۔

### ادائے امانت کا حکم

نبی کریم ﷺ کی وہ صفات جنہیں غیر مسلمین بھی مانے بغیر نہیں رہ پاتے تھے ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ آپ ﷺ امین تھے، یعنی امانت کی حفاظت اور ادائیگی آپ کی ممتاز صفت تھی۔ اس لیے ہر مسلمان کو آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کو نمونہ اور قرآن کے ان احکامات پر عمل کرتے ہوئے امانت کی حفاظت اور اس کے اہل کو ادا کرنے کی صفت سے متصف ہونا چاہیے۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا﴾ [النساء: ۵۸]

”اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں انہیں پہنچاؤ اور جب لوگوں کا فیصلہ کرو تو عدل و انصاف سے فیصلہ کرو یقیناً وہ بہتر چیز ہے جس کی نصیحت تمہیں اللہ تعالیٰ کر رہا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ سننے والا دیکھنے والا ہے۔“ اور مومنین کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ هُمْ لَا مَانَتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ﴾ [المؤمنون: ۸]

”اور وہ اپنی امانتوں اور اپنے عہد و پیمان کا پاس رکھتے ہیں۔“

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّىٰ يَدْعَاهَا: إِذَا وَثِقَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ))  
چار خصلتیں جس شخص میں ہوں گی وہ خالص منافق ہوگا اور جس میں ان میں سے ایک خصلت پائی جاتی ہوگی تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی جب تک کہ وہ اسے چھوڑ نہیں دیتا: (۱) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو وہ خیانت کرے (۲) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۳) جب کسی سے وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور (۴) جب کسی سے جھگڑے تو گالیاں دے۔

[صحیح البخاری: ۳۴- صحیح مسلم: ۵۸]

### ایفاءِ عہد کا حکم

وعدہ خلافی نفاق کی علامت ہے اور جس شخص میں یہ خصلت پائی جائے تو گویا اس میں نفاق کی ایک خصلت

پائی جاتی ہے لہذا وعدہ کرنے کے بعد اسے پورا کرنا چاہیے کیونکہ روزِ قیامت وعدے کے متعلق بھی سوال کیا جائے گا۔  
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ﴾ [النحل: ۹۱]

”اور اللہ کے عہد کو پورا کرو جب تم کوئی عہد کرو اور قسموں کو ان کی پختگی کے بعد مت توڑو حالانکہ تم اللہ تعالیٰ کو اپنا ضامن ٹھہرا چکے ہو جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو بخوبی جانتا ہے۔“

﴿وَلَا تَشْتَرُوا بِعَهْدِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا إِنَّمَا عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ [النحل: ۹۵]

”تم اللہ کے عہد کو تھوڑے مول کے بدلے نہ بیچ دیا کرو یقیناً اللہ کے پاس کی چیز ہی تمہارے لیے بہتر ہے بشرطیکہ تم میں علم ہو۔“

نبی مکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((إِذَا جَمَعَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ يَرْفَعُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِّوَاءٌ فَيَقَالُ: هَذِهِ غَدْرَةُ فُلَانٍ بِنِ فُلَانٍ))

”جب اللہ تعالیٰ (قیامت والے دن) اگلے پچھلے سب لوگوں کو جمع کر لے گا تو ہر عہد شکن کے لیے ایک جھنڈا اٹھایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی بدعہدی (کا نشان) ہے۔“

[صحیح البخاری: ۳۱۸۸۔ صحیح مسلم: ۱۷۳۵]

متقی لوگوں کی صفات کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں فرمایا ہے:

﴿وَالْمُؤْفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ﴾ [البقرة: ۱۷۷]

”جو عہد کریں تو پورا کرتے ہیں اور تنگی و مصیبت اور حق و باطل کی جنگ میں صبر کرتے ہیں یہی لوگ سچے اور پرہیزگار ہیں۔“

یہاں مومنین کی متعدد صفات ذکر کرتے ہوئے ان میں ایک صفت یہ بھی ذکر فرمائی:

﴿وَالَّذِينَ هُمْ لَا مَانَتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ﴾ [المؤمنون: ۸]

”اور (مومنوں کی یہ صفت ہے کہ) وہ اپنی امانتوں اور اپنے عہد و پیمان کا پاس رکھتے ہیں۔“

اور گزشتہ صفحے میں ادائے امانت کی بحث کے تحت یہ حدیث بیان ہو چکی ہے کہ نبی ﷺ نے منافق کی چار خصلتوں میں سے ایک خصلت یہ بیان فرمائی ہے کہ جب وہ کسی سے وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔

[صحیح البخاری: ۳۴- صحیح مسلم: ۵۸]

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا:

﴿وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا﴾ [الاسراء: ۳۴]

”اور وعدے کو پورا کرو کیونکہ وعدے کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔“

اس امر کی خلاف ورزی کرنے والوں کے لیے یہ وعید سنائی:

﴿وَالَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ﴾ [الرعد: ۲۵]

”اور جو اللہ کے عہد کو اس کی مضبوطی کے بعد توڑ دیتے ہیں اور جن رشتوں کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے انہیں توڑتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کے لیے لعنت اور برا گھر ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: رَجُلٌ أُعْطِيَ بِي ثُمَّ غَدَرَ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ، وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِ أَجْرَهُ))

”تین آدمی ایسے ہیں کہ جن سے قیامت کے دن میں خود جھگڑوں گا: ایک وہ شخص جس نے میرے نام سے عہد کیا اور پھر اسے توڑ دیا، دوسرا وہ جو کسی آزاد شخص کو بیچ کر اس کی قیمت کھا جائے اور تیسرا وہ جس نے کسی مزدور کو مزدوری پر رکھا، اس سے کام تو پورا لیا مگر اسے اس کی اجرت نہ دی۔“

[صحیح البخاری: ۲۲۲۷- سنن ابن ماجہ: ۲۴۴۲]

### آپس میں مشاورت

کسی بھی کام کو اگر ایک شخص اپنی مرضی سے سرانجام دے تو وہ اس کمال سے پایہ تکمیل کو نہیں پہنچتا کہ اگر اسی کام میں دیگر احباب سے مشاورت کر لی جائے تو جو فوائد اس سے حاصل ہوتے ہیں۔ کیونکہ جب بہت سارے افراد اپنے اپنے ذہن سے سوچتے ہیں تو اس کام کے تمام فوائد و نقصانات واضح ہو جاتے ہیں اور اس طرح سے وہ کام بحسن و خوبی سرانجام پاتا ہے۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ﴾ [آل

عمران: ۱۵۹]

”اور (اے نبی) کوئی بھی کام کرتے وقت ان سے مشورہ کر لیا کریں پھر جب آپ کا پختہ ارادہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پر توکل کریں یقیناً اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔“

اور اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَى بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ﴾ [الشوری: ۳۸]

”اور وہ اپنے رب کے حکم کو قبول کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ان کا ہر کام آپس کے مشورے سے ہوتا ہے اور جو ہم نے انہیں دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔“

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا تَشَاوَرَ قَوْمٌ بَيْنَهُمْ إِلَّا هَدَاهُمُ اللَّهُ لِأَفْضَلِ مَا يَحْضُرُهُمْ

جو بھی لوگ آپس میں مشاورت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں درپیش مسئلے کے بہترین حل کی طرف ان کی

راہنمائی فرما دیتا ہے۔

[فتح الباری بشرح صحیح البخاری: ۱۳ / ۳۴۰]

### دوسروں کو ترجیح دینا

اپنے مسلمان بھائی کے لیے ہمیشہ وہی کچھ پسند کرنا چاہیے جو اپنے لیے پسند ہو یہ حسن اخلاق کی علامت ہے اور اگر چیز ایک ہو اور آپ اپنے مسلمان بھائی کو بھی اسی طرح کی چیز دینا پسند کریں تو خود نہ لینا اور اپنے بھائی کو ترجیح دیتے ہوئے ایثار کا مظاہرہ کرنا یہ کمال اخلاق کی علامت ہے۔ ایسے جذبہ ایثار سے اپنے مسلمان بھائی کا دل اور محبت جیتی جاسکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِينَ تَبَوَّأُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي

صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقِ شُحَّ نَفْسِهِ

فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ [الحشر: ۹]

”اور ان کے لیے جنہوں نے اس گھر (یعنی مدینہ) میں اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنالی ہے اور اپنی

طرف ہجرت کر کے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ دیا جائے اس سے وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہیں رکھتے بلکہ خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں گو خود کو کتنی سخت حاجت ہو (بات یہ ہے کہ) جو بھی اپنے نفس کے بخل سے بچا لیا گیا وہی کامیاب ہے۔“

### تمام انسان برابر ہیں

بحیثیت انسان کسی کو کسی پر فوقیت حاصل نہیں ہے اور تمام درجہ و مقام میں برابر ہیں۔ اس لیے کسی بھی شخص کو احساس تعلیٰ کا شکار نہیں ہونا چاہیے اور نہ ہی دوسروں کو خود سے نیچ سمجھتے ہوئے فوقیت و برتری کا اظہار کرنا چاہیے۔ بلکہ خود کو بھی عام انسانوں ہی کی صفت میں شمار کرنا چاہیے اور اگر بالفرض کوئی مال و دولت یا علم و عمل میں دوسروں سے بڑھ کر ہو تو پھر بھی اسے خود کو دیگر لوگوں سے ممتاز نہیں سمجھنا چاہیے کیونکہ مال و دولت کی تو اللہ کی نظر میں کوئی قدر نہیں ہے اور علم و عمل پر فخر کرنا تو بذات خود جہالت کی دلیل ہے۔ اس لیے ہر وقت اور ہر دم عجز و انکساری اپنائے رہنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاهُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ [الحجرات: ۱۳]

”اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک ہی مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے کنبے اور قبیلے فقط اس لیے بنائے ہیں کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو، اللہ کے نزدیک تم سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو تم میں سے سب سے زیادہ (اللہ تعالیٰ سے) ڈرنے والا ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ جاننے والا خبر رکھنے والا ہے۔“

سیدنا عیاض بن حماد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ أَوْحَىٰ إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوا، حَتَّى لَا يَقْضَرَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ، وَلَا يَبْغِي أَحَدٌ عَلَى

أَحَدٍ))

اللہ تعالیٰ نے میری طرف اس بات کی وحی کی ہے کہ تم عاقد راہ جزی اختیار کرو کہ کوئی کسی پر اترائے نہیں اور نہ ہی کوئی کسی دوسرے پر ظلم و زیادتی کرے۔

[صحیح مسلم: ۲۸۶۵]

